© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلۂ تقابل ادیان

مذہب

ابتداء — و — ارتقاء

از

الٰہی بخش جاراللہ، استاذ، جامعہ اسلامیہ

بہاول پور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷۸۶

تعارف

پیش نظر مقالے کا اصل تعلق جیساکہ عنوان سے ظاہر ہے مذہب کے تصوّر ابتداء وارتقاء سے ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے اوّلاً موضوع زیر بحث پر مغربی مفکرین کے انداز فکر کا جائزہ لیکر اسکے وجوہ ومحرکات پر روشنی ڈالی ہے۔ اور پھر اس سلسلہ میں مختلف مغربی مفکرین کے نظریات کا تعارف کراتے ہوئے ان پر اسلامی نقطۂ نگاہ اور عقلی حیثیت سے تنقید کی ہے۔ آخر میں اس بارے میں اسلامی تصور کو مولانا ابوالکلام آزاد اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے نظریات سے واضح کیا گیا ہے۔

یہ موضوع اگرچہ مفصل بحث کیلئے ایک طویل تصنیف کا متقاضی ہے لیکن فاضل مقالہ نگار نے اسکے مختلف نقاط نظر کو جسطرح اس مقالے میں اختصار کیساتھ سمویا ہے۔ اسکی افادیت کے پیش نظر کانفرنس سے اسکا تعلق ظاہر ہے کہ "یہ فروغ تعلیمات دین" کی کانفرنس اور مقالہ بھی محدثین اور فقہاء شریعت ومنہاج سے بحث کرتا ہے۔ (نعمانی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بخش جاراللہ

مذہب

ابتداء ـــــ و ـــــ ارتقاء

اسلام کے نزدیک "دین" انسان کی انفسی و آفاقی ضرورت ہے۔ اسلام نے بتایا کہ نوع انسانی کا اولین فرد نہ صرف "حق وصداقت" کی راہوں پر گامزن تھا۔ بلکہ حق وصداقت کا علمبردار، نبوت کے عالی منصب پر فائز اور عالم کون ومکان میں تحریک وتبلیغ وارشاد کا حرف آغاز تھا۔ وہ نہ صرف خدا کے وجود سے متعارف تھا بلکہ جمیع انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ذات باری عز اسمہ کا عرفان کامل رکھتا تھا۔

اسلام دین ومذہب کو ایک حقیقت اور امر واقعی قرار دیتا ہے۔ اور اسے انسانی فطرت کا لازمی جزو اور انسانی ضمیر کی آواز بتاتا ہے۔

"کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یہودانه (الحدیث)

"کہ ہر انسان، انقیاد حق کی ازلی صلاحیتیں لے کر اس دنیا میں قدم رکھتا ہے۔ مگر خارجی عناصر بسا اوقات اسے راہ راست سے پھیر کر غلط راہوں پر ڈال دیتے ہیں۔"

اور اسلام اس فطری استعداد وصلاحیت کا براہ راست تعلق اس عہد ومیثاق سے متعلق کرتا ہے۔ جو روز اول خالق کائنات نے بنی نوع انسان سے لیا تھا، کہ

"واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم واشهدهم علی انفسهم الست بربكم"

"اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا، اور ان سے، ان کے نفسوں پر اقرار لیا، کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں"

تو سب نے یک زبان ہو کر کہا:

"قالوا بلیٰ "شهدنا" ان تقولوا یوم القیمة انا كنا عن هذا غافلین او تقولوا انما اشرك آباؤنا من قبل وكنا ذرية

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من بعد ھم ا فتھلکنا بما فعل المبطلون ‘‘

’’ یعنی سب نے کہا ہاں (تو ہمارا پروردگار ہے) ہم نے اس کا اقرار
کیا۔ (یہ قول اور اقرار تم سے اِس لئے لیا گیا۔ تاکہ تمہاری فطرت و
طبیعت اور وجدان میں بس جائے) یا کہیں تم (محاسبہ کے دن)
یوں نہ کہنے لگو کہ (طبیعت و وجدان کے اعتبار سے) ہم کو اس کی خبر
ہی نہیں ہوئی یا کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے آباؤ اجداد نے ہم سے پہلے
اختیار کر لیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ پھر کیا تو ہم کو اس
کام پر ہلاک کرتا ہے۔ جو گمراہوں نے کیا‘‘ (یعنی یہ خارجی ذرائع علم

ARCHEOLOGICAL EVIDANCES,

منھجوڈرو کے کھنڈرات اور فراعنۂ مصر کے آثار قدیمہ سب کثرت
پرستی کا پتہ دیتے تھے۔ تو ہم کدھر جاتے)

اِسلام کہتا ہے کہ خارجی استشہادات سے زیادہ قابل وثوق تمہاری اپنی طبیعت و وجدان کی شہادت ہے۔ اس سے انحراف کیوں ؟ ہاں پھر یہ بھی بنیادی گمراہی اور ضلالت ہے۔ کہ نورِ وحدت کا سراغ تم گھٹا ٹوپ وادیوں سے چاہتے ہو یا ان ویرانیوں سے جو اپنی کثرت پرستی کی تباہ کاریوں کے سبب صفحۂ ہستی پر قصۂ پارینہ بن کر رہ گئی ہیں۔ حالانکہ کائنات کا ہر موجود، اس سازِ فطرت کا ہر زیر و بم تمہیں وعدہ ’’ الست ‘‘ یاد دلا کر وجدان توحید سے سرشار کرنا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ ازراہِ استعجاب تمہیں جھنجھوڑتا ہے۔

’’ افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموٰت والارض‘‘

’’ کیا (یہ لوگ) اللہ کا دین چھوڑ کر (اس وسیع دنیا کے کھنڈرات میں)
کوئی اور دین ڈھونڈ نکالنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ آسمان و زمین کی
تمام کائنات اسی خدا کے حکم کے تابع ہے (اور اسی کا پتہ دے رہی ہے)

لیکن حیرت کی انتہا ہے۔ کہ نیچر پرستی

NATURE WORSHIP,

کا یہ دعویدار ویرانوں میں ٹھوکر بدقسمتی سے یہ اعتقاد ذہن نشین کر بیٹھا کہ مذہب کسی آسمانی حقیقت کا نام نہیں بلکہ اس کے بزعم۔ حضرت انسان ’’ غاروں سے نکل کر جب سیدھا چلنے لگا تو فوراً بعد چند انسانوں میں روحانیت اور مافوق الفطرت ہستیوں کے وجود کا شعور ابھرا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اگرچہ دنیا کے دیگر تمام انسان اس قسم کے کسی بھی جذبہ سے یکسر بے خبر تھے مگر ان چند انسانوں نے اپنے اس "جنون" کو "دام تزویر" میں بدل کر معاشرہ کے دیگر انسانوں کو بھی اس میں الجھانا شروع کر دیا۔ اس مذہبی "افسوں" نے مختلف مراحل سے گزر کر توحید پرستی اور تصورِ خدا کی شکل اختیار کر لی اور پھر اس نے اوھام پرستی کا ایک "حصار" بھی اپنے ارد گرد کھینچ لیا۔

یا بزعم "فریزر" آج کے سائنسدان کی طرح قدیم انسان بھی فطرت کو رام کرنے کا خواہاں تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اس نے یونہی اپنے دل میں مافوق الفطرت طاقتوں کے وجود کا مفروضہ قائم کر لیا۔ اور ان کے ذریعہ فطری امور پر تسلّط حاصل کرنے کے لئے اس نے "جادو" سے کام لینا چاہا۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اس کے بعد اس نے مختلف دیگر طریقوں پر عمل کیا۔ فطرت پر حکمرانی کے مقصود کو تو موجودہ سائنسدان نے پایا۔ مگر "دورِ جاہلیت کا" انسان مذہب کے ایک منضبط جال میں الجھ کر رہ گیا۔

یا پھر وہ سادہ لوح تھا۔ فطرت کی آب و تاب، شان و شوکت، شور و ہیجان اور تخریب و تعمیر سے پہلی بار دوچار ہوا۔ تو سہم گیا اور خوف و ہراس نے اسے فطرت کی پوجا پاٹ سکھا دی، کیونکہ انسان جس سے ڈرتا ہے۔ اس کے سامنے جھکتا ہے۔ اور تواضع و مسکنت کا اظہار کر کے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ ہرچند یہ راز اس پر بعد میں فاش ہوا کہ فطرت اس پر حکمران نہیں بلکہ وہ فطرت پر حکمرانی کے لئے ہے اور آج اس کی تکمیل سپٹنک دور (SPUTNIC AGE) کے سائنسدان نے کر دی ہے۔

یہ تھا اس نہج کا اجمالی خاکہ جس پر مختلف یورپی مفکرین نے مذہب کی ابتدأ اور ارتقأ کے نظریات کی تعبیر فرمائی۔ ہم ان مفکرین کو مذہب کے متعلق اس قسم کا نہج اختیار کر لینے میں ایک اعتبار سے بے قصور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جس ماحول میں انہوں نے آنکھ کھولی اور تربیت پائی تھی وہ کچھ اس قسم کا تھا جس میں پرورش پا کر اور اسی میں رہتے ہوئے حق و صداقت کی طرف راہنمائی حاصل کر لینا قطعاً ناممکن تھا۔

اگرچہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کی اجمالی روشنی اندلس، صقلیہ اور قسطنطنیہ کی راہوں سے یورپ میں داخل ہو رہی تھی۔ مگر کلیسا کی عصبیت کے دبیز پردے اس کی راہ میں حائل ہو گئے اور پھر کلیسا کا اپنا کردار کوئی شکل اختیار کرنے کے لئے ایک سیال مادے کی طرح احوال و ظروف کا محتاج تھا۔ ایک وقت اسے یونانی منطق و فلسفہ، پال وغیرہ کی منافقت اور رومی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سیاست نے ایک شکل بخشی تھی ۔ مارشین وغیرہ کی بدعات نے اسے دوسری تو موجودہ لادین سیاست کا آلۂ کار بن کر اس نے ایک نیا روپ دھار لیا۔ مذہب کے اس غیر مستقیم کردار کو، موجودہ مفکر کے اس عقیدہ کی تشکیل میں کتنا دخل ہے ۔ کہ مذہب معاشی و معاشرتی احوال و ظروف (Socio Economic conditions.) سے پیدا شدہ ایک سیاسی چال اور خیالی ڈھونگ کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے انیسویں صدی کے ابتدا میں ملک کے بدلتے ہوئے معاشرتی و معاشی حالات نے وقت کے مفکر کو اس طرف متوجہ کر دیا کہ جب سائنسی دنیا نے زندگی کے تمام انداز بدل دیئے ہیں۔ تو مذہب کو بھی کوئی نئی شکل وصورت کیوں نصیب نہ ہو۔ ان تقاضوں نے حکومتوں کو بھی مجبور کیا کہ وہ اصلاح کے نام سے مذہب میں کچھ "کنٹری بیوشن" کریں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ دائرۃ المعارف مذہب و اخلاق کے مصنف تاریخ و تقابل ادیان عالم کے مطالعہ کے محرکات کا بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"موجودہ دور میں علمی و نظریاتی اعتبار سے، مذہب تنقید کا ہدف اور سائنسی تحقیقات کا موضوع بحث بن گیا ہے۔ اور وقت کے مفکرین زیادہ سے زیادہ اس کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اس کے محرکات مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ سائنسی علوم و افکار کی بڑھتی ہوئی تیز رو !

۲۔ موضوع کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ۔

۳۔ وقت کی حکومتوں کا ایک عالمگیر رجحان کہ، مذہب کی اصلاح کی جائے، اس کو ترتیب، تشکیل و تعبیر نو سے سرافراز کیا جائے، یا کم سے کم اس کے توہمات پر مبنی عقائد و اعمال کو سائنسی اور عقلی تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے ــــــ اور

۴۔ یہ کہ جس طرح قدیم زمانوں سے مذہب سیاسی، معاشرتی اور معاشی حالات سے اثر پذیر ہوتا رہا ہے یا ان کو متاثر کرتا رہا ہے اب بھی مذہب کو وقت کے معاشی، معاشرتی و سیاسی تقاضوں کے سانچے میں ڈھلنا چاہیئے"۔

---

(1) Encyclopaedia of Religion And Ethics: Vol: 10, PP663.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِن محرکات کے تحت مذاہب و ادیان عالم کے تحلیل و تجزیہ کرنے اور ان کی تشریح کرنے میں مغربی مفکرین کئی مکاتیب فکر میں بٹ گئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے زاویۂ نگاہ سے مطالعہ کیا۔ اور نتائج فکر کو ترتیب دیا۔ ان میں پہلا مکتب فکر ماہرین لسانیات (۲) کا ہے۔ اِس مکتب فکر کے بانی "اڈلبرتو کہن" (۳) اور میکس مولر (۴) ہیں۔ ان کے معلومات کا ذریعہ مختلف اقوام کا لسانی ادب، اور ان کی تدقیقات کا سہارا "وید" وغیرہ ہیں۔ ان بنیادوں پر انہوں نے قدیم ادیان کو بالعموم ارضی و سماوی مظاہر فطرت اور بالخصوص نظام شمسی کی پرستش پر مبنی قرار دیا ہے۔

دوسرا مکتب فکر انگلستان اور جرمنی کے ماہرین تاریخ انسانی (۵) کا ہے۔ انھوں نے انسانی مجتمعات کے معاشری و ثقافی حالات کو بنیاد قرار دیتے ہوئے تاریخ ادیان عالم کے خط و خال متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس مکتب فکر کے نمایاں مفکرین میں ٹیلر (۶) اور ڈاروِن (۷) ہیں۔ اول الذکر نے نظریہ ارواح طبیعیہ (۸) پیش کیا ہے۔ تو موخر الذکر نے تنازع للبقا اور بقاء اصلح کے نظریہ پر انسانی ارتقاء اور پھر اس کے تمدن و تہذیب کے ادارات کے ارتقاء و ابتداء کا محل تعبیر کرنا چاہا ہے۔

تیسرا مکتب فکر ماہرین عمرانیات کا ہے۔ جس کے سرخیل آگسٹ کونٹ (۹) ہیں۔ وقت کے مفکرین میں اس مکتب فکر کے رشحات قلم نے خاصی مقبولیت پائی۔ اور اگرچہ ان کے تفصیلی نظریات زیادہ دیر تک نہ چل سکے تاہم ایک عمومی تاثر اذہان پر چھوڑ گئے کہ دین کی ابتداء و ارتقاء ہر دور میں انسان کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی حالات و مقتضیات کا مرہون منت

---

(2) PHILOLOGISTS: (فیلالوجیٹس)

(3) ADALBERTO KUHN

(4) MAX MULLAR.

(5) ANTHROPOLOGISTS (انتھروپالوجیٹس)

(6) TYLOR.

(7) DARWIN.

(8) ANIMISM.

(9) AUGUST KUNDT.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہا ہے۔ اسی لئے اس مکتب فکر کے ماہرین کے ہاں معابد کو مذاہب و ادیان کی تشکیل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ انہوں نے فریزر کے علی الرغم دین و اخلاق کو ایک اور مذہب و جادو کو دو جدا چیزیں قرار دیا ہے۔

ان مکاتیب فکر کے بانیوں نے تسلیم کرلیا ہے۔ کہ مذہب کی تاریخ کو نقطۂ آغاز سے مرتب کرنے میں ان تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو نوع انسانی کے اجتماعی ادارات ـــــ وہ معاشی ہوں یا معاشرتی، سیاسی ہوں یا ثقافتی اخلاقی ہوں یا تمدنی ـــــ کے ارتقاء کی تاریخ مرتب کرنے میں پیش آتی ہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کرلیا۔ کہ ہم وثوق و اعتماد سے نہیں کہہ سکتے کہ تہذیب نفس اور روحانیت کے نشو ونما کا آغاز کب، کیوں کیسے اور کہاں سے ہوا؟

اور نہ ہی ہمارے پاس ایسے ذرائع ہیں جو یقین دلا سکیں کہ ادیان عالم کی ابتدائی شکل کیا تھی۔ لے دے کے اس سلسلہ میں ہمارے پاس کچھ مقبرے، بعض مقدس مقامات اور مندر وغیرہ ہیں۔ کچھ ایسی اشیاء ہیں جنہیں شعائر دین سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور کچھ تراشے ہوئے بت مٹی کا بنی ہوئی یا دیواروں پر کندہ اور نقش کی ہوئی تصاویر ہیں۔ جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔ باوجودیکہ آج سے ہزاروں برس پہلے کے کسی دور کے اعتقادات۔ عبادات، معیشت و معاشرت کے نظام کی واقعی نوعیت کا اندازہ اس قدر مختصر اور غیر یقینی ذرائع سے نہیں لگایا جاسکتا تاہم ہمیں مجبوراً انہیں پر اعتقاد کرنا پڑتا ہے۔

بہرحال ان تمام عوائق کے باوجود اٹھارھویں صدی کے اواخر کے اور انیسویں صدی کے مغربی محققین نے آسٹریلیا، طسمانیہ، افریقہ، جنوبی امریکہ، پاک وبھارت، انڈونیشیا، الجزائر اور بحرالکاہل کے آثار قدیمہ کی شہادتوں پر "ایمان" لاتے ہوئے ابتداء وارتقاء ادیان عالم کے مندرجہ ذیل جدا جدا نظریات پیش کئے۔

PRE-ANIMISM.	پری انیمزم یعنی جادو اور مذہب
ANIMISM.	انیمزم (ارواح طبیعیہ)
TOTAMISM	ٹوٹم ازم، فیٹش ازم
ANCEFTOR WORSHIP.	اجداد پرستی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

WORSHIP OF THE NATURE. مظاہر فطرت کی پرستش

MONOTHEISM. توحید کا تصور

پری انیمزم : (۱۰) (یعنی ارواح طبیعیہ سے ماقبل کا نظریہ) یہ نظریہ فریزر نے اپنی کتاب "سنہری شاخ" میں پیش کیا ہے (۱۱) فریزر کا خیال ہے۔ کہ ارواح طبیعیہ کی پرستش کے تصور سے قبل ایک دور گذرا ہے۔ جس میں جادو ٹوٹکے اور جھاڑ پھونک کی طاقت سے قدرت کے عمل مثلاً ہوائیں، برسات، زرخیزی وغیرہ پر قابو پانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ مگر ناکامی کی صورت میں اسے چھوڑ کر مافوق الفطرت ہستیوں، مثال کے طور پر دیوتاؤں، نیک یا بد ارواح، مردہ آباؤ اجداد وغیرہ ـــــ جنہیں اس وقت خدا کی حیثیت حاصل تھی ـــــ کا سہارا تلاش کیا جانے لگا۔ لہٰذا مذہب جادو کا اور پادری جادوگر کا جانشین ہے۔

فریزر نے ہیگل کے اس مفروضہ کو کہ ـــــ مذہب کے دور AGE OF RELIGION. سے قبل جادوگر کا دور AGE OF MAGIC. گذرا ہے ـــــ بنیاد بنا کر اپنا نظریہ تعمیر کیا ہے۔ اس لئے فریزر کے نزدیک، جیسا کہ "دائرۃ المعارف" برطانیکا (۱۲) نے بیان کیا ہے، اگرچہ پادری نے مافوق الفطرت طاقتوں سے استدعا کر کے وہی کام کرنا چاہا۔ جو ایک وقت جادوگر کیا کرتا تھا لیکن ان دونوں میں عمر کا فرق ہے۔ ای۔ او جیمز (۱۳) فریزر سے اختلاف کرتے ہوئے اپنی کتاب "تاریخ الادیان" (۱۴) میں لکھتا ہے کہ :

> "فریزر کی اس سادہ ارتقائی تجویز کو کسی دلیل و استشہاد سے موثق نہیں کیا جا سکتا کہ مذہب جادو کی ناکامیوں پر تعمیر ہوا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جادو اور مذہب ہر دور میں پہلو بہ پہلو چلتے

---

(10) PRE - ANIMISM:

(11) SIR, JAMES FRAZER: GOLDEN BOUGH:

(12) ENCYCLOPAEDIA OF BRITANNICA: MAGIC:

(13) E. O. JAMES:

(14) HISTORY OF RELIGIONS.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہتے ہیں۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک کو دوسرے کے لئے پیشرو
اور بنیاد کی حیثیت نہیں دی جا سکتی"

ہاں! جیمز کہتا ہے۔ دونوں میں اگر فرق ہے۔ تو وہ صرف طریق کار کا ہے۔

"جب ایک جادوگر اپنے جادو کی طاقت سے اپنے بیمار کو شفایاب یا
اپنے "شکار" کو اپنے منتر کے زور سے مصائب میں گرفتار کرتا ہے۔
یا فریقین میں محبت و نفرت کے جذبات ابھارتا ہے۔ مون سون
ہواؤں کو دعوت دیتا ہے۔ اور برساتوں کو برسنے پر اکساتا ہے۔
زرخیزی بڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اسے جادوگر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
اور جب وہ جادو کی طاقت استعمال کرنے کے بجائے مافوق الفطرت
ان طاقتوں سے استدعا کرتا جن کے ہاتھ میں مرض اور شفا، موت
اور زندگی، زرخیزی اور خشک سالی، ہواؤں کی باگ ڈور اور
بادلوں کا کوڑا ہے۔ تو اسے شمن Shaman یا پادری
(Priest) کہا جاتا ہے۔"

جیمز مزید کہتا ہے کہ:

"ہر چند مذہب اور جادو دونوں مافوق الفطرت طاقتوں سے متعلق
ہیں۔ خواہ انسان ان کے سامنے نیاز مندی کا اظہار کر کے مطلب برآری
کرے یا ہنر مندی کا اظہار کر کے ـــــــ اس لئے منتہا و مقصود
کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں۔ جزوی طور پر دونوں کتنے ہی مختلف
کیوں نہ ہوں"

جادو اور مذہب کے اتحاد و اشتراک کو مزید موثق کرنے کے لئے جیمز نے "میجیکو ریلیجس" (۱۵) کی اصطلاح وضع کی ہے۔ اور جیمز کے بقول، فریزر کی غلطیوں اور دیگر "محترعین" نظریات کی الجھنوں سے بچنے کی یہی واحد راہ ہے۔ کیونکہ مذہب اور جادو کے باہمی غیر بنیادی اور جزوی فروق و امتیازات کو اگر الگ کر دیا جائے۔ تو تجرید کے بعد مذہبی رسوم اور جادو کے عمل میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔

---

(15) Magico Religious:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(جیمز کی نگاہ میں) منتر اور دعائیں، جادوگری اور نیاز مندی، جبر و اکراہ اور نذر و نیاز، جادوگر کی بے معنی گنگناہٹ اور پادری کا لہجہ یہ تمام امور کچھ اس قدر حیران کن انداز سے ایک دوسرے کیساتھ خلط ملط ہیں کہ مطالعہ کرنے والے کے لئے تجزیہ کرنا محال ہے۔ زیادہ سے زیادہ بقول "عطو" (۱۶) یہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ پادری کے اعمال و افعال علیٰ وجہ القدلیس (۱۷) ہوتے ہیں۔ اگرچہ عمومی ترکیب میں اپنے اندر جادوئی خصوصیات کے ہی حامل ہوتے ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ سب تفصیلات جیمز کے نزدیک قبل از تاریخ مذاہب کی نہیں بلکہ اس کا خیال ہے۔

FROM THE LOWEST AND EARLIEST TO THE HIGHEST AND LATEST EXPRESSION OF MAN'S SPIRITUAL QUEST IT IS, IN FACT, A RECURRENT FEATURE IN THE HISTORY OF RELIGION,

"انسان کی روحانی تشنگی کی بالکل ابتدائی اور ادنیٰ حالت سے لے کر
علیا اور آخری حالت تک تاریخ دین میں یہ حقیقت ایک متوالی
خط و خال کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے۔"

جیمز نے یہ تصریح نہیں کی وہ علیا (HIGHEST) اور آخری (LATEST) مذہب کسے کہتا ہے۔ یقیناً اس کے سامنے عیسائیت ہی ہوگی۔ ——— کیونکہ دین اسلام کی تعلیمات سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے۔ کہ مذہب کے اس تصور کو جو فریزر اور جیمز نے پیش کیا ہے۔ اسلام سے کوئی نسبت نہیں۔ ان دونوں حضرات، ان کے یورپی اور مشرقی متبعین کی اس غلطی کے پیچھے کلیسا کی عدم استقامت اور عہد نامہ قدیم و جدید کے مندرجہ ذیل فرامین کار فرما ہیں۔

(الف) "اور ایمان لانے والوں کے یہ معجزے (یا سحر کاریاں؟)
ہوں گے۔ وہ میرے نام سے بدروحوں کو نکالیں گے نئی نئی

---

(16) OTTO, RUDOLF: THE IDEA OF THE HOLY.

(17) .... IN A NUMINUS MANNER.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زبانیں بولیں گے۔ سانپوں کو اٹھائیں گے۔ کوئی ہلاک کرنے والی
چیز پئیں گے۔ تو انہیں کچھ ضرر نہ ہو گا۔ وہ بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے
تو اچھے ہو جائیں گے۔"

(مرقس ۱۶ : ۱۷-۱۸)

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ابتدائی دور کا یا موجودہ پادری اس حکم کے مطابق ایماندار ثابت ہوا ہے۔ یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ پادریوں کی ان "لن ترانیوں" نے انہیں فریزر اور جیمز کے جادوگر کے کردار کا آئینہ دار بنا دیا۔ مرقس کی طرح متی" بھی اپنے الہامات میں ان "شعبدہ بازیوں" کو نفس ایمان کی دلیل اور علامت بتاتا ہے۔ کیونکہ ذکر ہے:

(ب) "تب شاگردوں نے یسوع کے پاس خلوت میں کہا کہ ہم اس (بدروح) کو کیوں نہ نکال سکے۔ اس نے ان سے کہا اپنے ایمان کی کمی کے سبب کیونکہ میں سچ کہتا ہوں اگر ہم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا۔ تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا تو وہ چلا جائے گا۔ اور کوئی بات تمہارے لئے ناممکن نہ ہو گی۔ لیکن یہ قسم دعا کے سوا اور کسی طرح نہیں نکل سکتی۔"

(متی ۱۷ : ۱۹ تا ۲۱)

اس معیار کے لحاظ سے کسی عیسائی میں "رائی بھر" ایمان ثابت ہوتا ہے یا نہیں اس سوال کی نہ کسی عیسائی فرد کو پرواہ ہے اور نہ ہم اسے خاطر میں لاتے ہیں۔ لیکن مذہب کی اس قسم کی تصریحات کو بچپن سے خدائی اور الہامی سمجھنے والا مغربی مفکر اگر مندرجہ بالا نظریۂ ارتقاء مذہب پیش کرنے کی جسارت کرے تو اسے قطعاً مورد الزام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ خود موجودہ بائیبل نے نبی اور کاھن (جادوگر) کو ایک جگہ ایک ہی انداز سے ذکر کیا۔ اور پھر ان کے کردار کی ایسی گھناؤنی تصویر پیش کی ہے جس کے پیش نظر حق وصداقت اور دین اسلام سے ناواقف مغربی مفکرین کا مذہب کے متعلق اس نہج پر سوچنا لابدی امر تھا۔ اگر وہ اس طرح نہ سوچتے تو خلاف قیاس ہوتا۔ ملاحظہ ہو!

(خاک بدھن گستاخ - نقل کفر کفر نباشد)

(ج) "یقیناً زمین بدکاروں سے پُر ہے۔ لعنت کے سبب سے زمین ماتم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتی ہے۔ میدان کی چراگاہیں سوکھ گئیں کیونکہ ان کی روش بری ہے۔ اور ان کا زور ناحق ہے۔ کیونکہ نبی اور کاھن دونوں ناپاک ہیں۔ ہاں میں نے اپنے گھر کے اندر ان کی شرارت دیکھی۔ خداوند فرماتا ہے۔"

(یرمیاہ ۲۳: ۱۰-۱۱)

اسی کتاب میں آگے چل کر تحریر ہے:

(د) "تب تو ان سے کہنا خداوند یوں فرماتا ہے۔ کہ دیکھو میں......
کاھنوں اور نبیوں اور یروشلم کے سب باشندوں کو مستی دونگا اور میں ان کو ایک دوسرے پر، یہاں تک باپ کو بیٹوں پر دے ماروں گا، خداوند فرماتا ہے، میں نہ شفقت نہ کروں گا۔ نہ رعایت اور نہ رحم کروں گا۔ کہ ان کو ہلاک نہ کروں۔

(یرمیاہ - ۱۳: ۱۳-۱۴)

نہایت حوصلہ کے ساتھ مزید ارشاد ملاحظہ فرمایئے اور انصاف کیجئے کہ اس مذھبی ماحول میں ہوش سنبھالنے والا۔ بیچارہ یورپی مفکر اگر مذہب کو ایک خرافات کا طومار نہ کہے۔ تو کیا کہے۔ اگر میجیکو ریلیجس کی اصطلاح وضع نہ کرے تو کیا کرے۔ لکھتا ہے:

(ہ) "اس لئے کہ چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک سب کے سب لالچی ہیں۔ اور نبی سے لے کر کاھن تک ہر ایک دغاباز ہے۔"

(یرمیاہ ۶: ۱۳)

اسی لئے تو رائسٹن پائیک " نے اپنی کتاب " دائرۃ المعارف مذہب و مذاہب " (۱۸) میں نقل کیا ہے۔ کہ:

" سر جیمز فریزر نے جادو کا تعارف، غیر حقیقی نظام فطرت کی حیثیت سے کرایا ہے۔ اور فریزر کا خیال ہے کہ کیتھولک عقیدہ جادو کے ذی اثر ہوں گے۔ اعتقاد پر استوار ہوا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ

---

(18) ROYSTON PIKE, E.: ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND RELIGIONS, PP 239,

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جادوگر جبر و اکراہ سے کام لیتا ہے۔ اور کیتھولک پادری عجز و نیاز سے اِس لئے جادو مقدم ہے۔ اور مذہب موخر۔"

اسلامی نقطۂ نگاہ سے نہ تو مذہب کی بنیاد جادو کی ناکامیوں پر استوار ہوئی ہے۔ اور نہ جادو اور مذہب میں عقیدہ و عمل اور طریقہ و مقصد کا کوئی اتحاد و اشتراک ہے۔ دینِ اسلام انسانی فطرت کی آواز اور آسمانی حقیقت ہے جس کا مطمحِ نظر انسانی نفوس کی تہذیب اور روح کا نشوونما ہے۔ نظامِ عالم کو شر و فساد سے بچاتا اور مژدہ امن آشتی کا پرچار ہے، شعبدہ بازی نہیں۔ ہاں یہ صحیح ہے کہ زمانۂ قدیم سے جادو کا وجود پایا جاتا ہے۔ لیکن ہیگل، فریزر یا جیمز جادو کے مذہب سے پہلے موجود ہونے پر کوئی قابلِ اعتناء دلیل پیش نہیں کر سکے۔ اصل یہ ہے۔ کہ دینِ حق (اسلام) سب پر مقدم ہے۔ جادو وغیرہ گمراہی و ضلالت کے جال ہیں جو شیاطین الجن والانس نے اپنے مکر و زور اور دھوکا و فریب کو فروغ دینے کے لئے تیار کر لئے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو کاھن یا جادوگر سے ذرہ بھر بھی نسبت نہیں۔

ہمیں بے حد افسوس ہے۔ کہ "دائرۃ المعارف مذہب و اخلاق" (۱۹) کے مصنف نے "الف لیلیٰ" اور قرآن مجید کے حوالہ سے یہ بھی ثابت کرنا چاہا ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت سلیمان ایک بہت بڑے جادوگر تھے۔ (......WAS A GREAT MAGICIAN.)

یہ ہے مغرب کے بلند ترین مفکرین کی دیانت اور ان کا کردار کہ الف لیلیٰ جیسی شہرۂ آفاق جھوٹی اور افسانوی کتاب کو .... جسے وقت کے ملحدوں نے محض تشکک و تذبذب کا مرض پھیلانے کے لئے گڑھ لیا تھا ---------- اسلام اور مسلمانوں کے عقیدۂ عمل کیلئے بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور قرآن مجید کی اس تصریح کے باوجود

وما کفر سلیمان و لکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر

سلیمان نے کفر (جادو) نہیں کیا۔ کفر تو شیاطین نے کیا (خود جادوگر تھے)
لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

قرآن مجید پر یہ افترا اور بہتان طرازیاں کرتے ہیں۔

انیمزم: (ارواح طبیعیہ کا نظریہ) یہ نظریہ بسط کے ساتھ ٹیلر نے اپنی کتاب ثقافت قدیمہ۔

---

(19) ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION & ETHICS, VOL, 3 P.P.457.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲۰) میں پیش کیا ہے۔

ٹیلر کہتا ہے سب سے پہلے دور قدیم کے انسان کو روح کے مستقل وجود کا احساس ہوا پھر اس نے یہ عقیدہ جمالیا کہ اس عالم کی تمام اشیاء ...... وہ جمادات ہوں یا نباتات، ذی روح ہوں یا غیر ذی روح، عاقل ہوں یا لاعقل ...... سب کے پیچھے کچھ غیر مرئی فعال و متصرف ارواح کام کر رہی ہیں۔ اس سے ارواح موتی کی پرستش نے اور رفتہ رفتہ بت پرستی نے رواج پالیا۔

ابتدائی ادوار کے انسان میں روح کی مستقل ہستی کا شعور کیسے پیدا ہوا ہوگا۔ تو ٹیلر کہتا ہے کہ اوّلاً زندہ اور مردہ کے فرق نے، نیند اور بیداری کی حالتوں کے اختلاف نے، مرض بیہوشی اور پھر موت کی کیفیات نے، دوم ان مردہ انسانوں کی صور اور اشباح نے ____ جنہیں وہ حالت رؤیا میں ایسے پاتا ہے جیسے وہ زندہ ہوں ____ اسے اس حقیقت کی طرف متوجہ کر دیا۔

ٹیلر ذرا تفصیل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نیند اور بیداری کی حالتوں کے اختلاف نے ابتدائی انسان کو ملتفت کیا کہ انسان کے ظاہری جسم کے علاوہ کوئی اور غیر مرئی حقیقت بھی یہاں کارفرما ہے۔ کیونکہ جب وہ سوجاتا ہے۔ تو وہ اپنے سوا دوسروں کے لئے مردہ کی طرح ایک لاشعوری ایسی کیفیت میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ جو اس کے بیدار ہوتے پر شعور میں بدل جاتی ہے۔ گویا اس پر لاشعوری کیفیت طاری ہی نہیں ہوئی۔ اس کا دوسرا پہلو بھی ہے کہ جب وہ سوجاتا ہے۔ تو اس کا اپنا باطنی شعور فعال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ خواب میں ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف انتقال کا اور دیگر واردات کا اس طرح احساس کرتا ہے جیسے وہ بیدار ہو۔ حالانکہ اس کا جسم کسی طرف منتقل نہیں ہوا اور جب بیدار ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اسی جگہ پاتا ہے۔ جہاں سویا تھا۔ اس لئے اس (ابتدائی انسان) نے اپنی سادہ عقل سے قیاس دوڑایا۔ کہ روح اور جسم دو مستقل اور جدا حقیقتیں ہیں۔ جو خواب میں منتقل ہوتی رہی وہ روح تھی۔ جبکہ جسم اپنی جگہ قائم رہا۔ پھر موت و حیات کی کیفیات نے اس کے اس ظن کو یقین میں بدل دیا کہ روح ایک فعال اور مستقل حقیقت ہے۔ جو جسم میں متصرف رہتی ہے۔

ٹیلر کہتا ہے کہ اس کا ایک تیسرا پہلو بھی ہے۔ کہ جب اس نے خوابوں میں اپنے مردوں کی

---

(20) TYLOR: PRIMITIVE CULTURE.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صور و اشباح کو اپنے سے یوں مخاطب اور متکلم دیکھا جیسے وہ زندہ ہوں۔ تو اس نے یقین جمالیا کہ موت کے بعد روح کے تصرف کا اگرچہ جسم کے ساتھ تعلق منقطع ہو جاتا ہے لیکن خود روح ایک ابدی حقیقت کی طرح فعال اور متصرف رہتی ہے۔ اس کے ساتھ دھیرے دھیرے یہ تصور بھی پیدا ہو گیا کہ اس طرح کی لاکھوں ارواح ہیں جنھوں نے جنگلوں اور ویرانوں میں بسیرا کر لیا ہے یہ ارواح ٹیلر کے پیشرو اور منا د فریزر کے الفاظ میں (۲۱)

"ہر گوشہ و پہاڑی، ہر درخت اور پھول، ہر ندی اور دریا، ہر بادِ صبا میں جو چلتی ہے، ہر بادل میں جو نیلگوں آسمان پر چھا جاتا ہے۔"

اپنے تمام تصرفات کے ساتھ موجود ہیں۔ فریزر کہتا ہے۔ کہ اس تخیل نے ترقی کر کے ان ارواح کو شعبہ جاتی خداؤں میں بدل دیا کہ ایک برسات کا ہے، تو دوسرا ہواؤں کا تیسرا جنگلوں کا ہے، تو چوتھا سمندروں اور دریاؤں کا۔ حتیٰ کہ اس تقسیم و تجرید نے تمام شعبہ جاتی ارواح پر ایک "روح الارواح" اور متصرفِ مطلق ہستی کے عقیدہ پر جا کر دم لیا۔

ابتدائی انسان نے تو یقیناً روح اور جسم کے تعلق کی ایک اجمالی نوعیت کو اس طرح آسانی سے سمجھ لیا ہو گا جس طرح ہم آنکھیں بند کر کے پھر کھولیں تو یہ عالم اپنی تمام صفات کے ساتھ ہمارے سامنے آ موجود ہوتا ہے۔ لیکن بیچارے ٹیلر نے اس کو نظریاتی تفصیلات کے ساتھ سمجھانے میں یقیناً ناقابل برداشت اور فضول تکلیف اٹھائی۔ حالانکہ اس تکلیف کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ یہاں تو حضرت آدم کی ابتدائی اولاد سے قابیل جیسا فاسق و فاجر بھی اس تعلق کی نوعیت سے واقف تھا جبھی تو اس نے اپنے بھائی ہابیل سے از راہ حسد کہا تھا "لاقتلنك (۲۲)" کہ میں تمہاری روح جسم سے جدا کر دوں گا۔ پھر بعد کے حالات بتاتے ہیں کہ اس نے آج تک کسی پر موت کی حالت کو طاری ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی خوابوں کی دنیا میں مردوں کی اشباح سے ہم کلام ہوا تھا۔ اسی لئے تو عملاً وقوعِ موت کے بعد اپنے بھائی کی نعش کو اس حیرانی میں اٹھائے پھرتا رہا کہ اب اس کے ساتھ کیا کرے۔ یہاں ایک اور حقیقت کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ تقویٰ و

---

(21) FRASER: THE WORSHIP OF THE NATURE,

(22) قرآن مجید۔ سورۂ مائدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طہارت کا تصور ارتقائی نہیں بلکہ ابتدائی ہے۔ کیونکہ ہابیل نے اپنے بھائی سے اس کی دھمکی کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا "انما یتقبل اللہ من المتقین (۲۳)" کہ میرے قتل سے تمہارا مقصد پورا نہیں ہو گا۔ جبکہ تم میری طرح خدا کی مقبولیت چاہتے ہو کیونکہ اس کا معیار تقویٰ و طہارت ہے اور تم میرے جسم اور روح کو جدا کرنے کے بعد مزید گناہ اپنے سر لے لوگے۔

ایک طرفہ تماشا ہے کہ مغربی مفکرین کا ابتدائی انسان اپنی تمام بندر و لنگور جیسی صفات عالیہ کے ساتھ رہتا تنگ و تاریک غاروں میں تھا، لیٹتا ناہموار زمین پر تھا، پیتا سڑا ہوا پانی تھا، کھاتا درختوں کے پتے، چھال اور کچی غذائیں تھا، پھرتا برہنہ یا نیم برہنہ تھا مگر سوچتا موجودہ سائنسی دور کے فلسفی اور محقق کے الفاظ میں تھا۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ جب اس نے خواب دیکھا تھا تو روح اور جسم کے استقلال کا فلسفہ سوچنے کے بجائے صرف اتنا سمجھ لیتا کہ ایک انسان نیند میں دور دور کے محلات دیکھ سکتا ہے۔ اور جب اس نے مردوں کی اشباح و صور کو خواب میں دیکھا تھا تو توہمات کی دنیا میں کھو جاتا اور ان کے تصور ہی سے گریز کرنے لگتا ——— یہ اس کے شایان شان بھی تھا ——— لیکن اس نے تو ٹیلر کا فلسفہ بقاء و دوام روح سوچنا شروع کر دیا اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ افلاطون کا مقام غصب کر کے ہر نوع کے جداگانہ متصرف و فعال روح کے (مثل افلاطونیہ) نظریہ پر بھی کام کرنے لگا۔ اور جھٹ وہ ایسا آفت کا پرکالہ ثابت ہوا کہ اسلامی دور کے رازی و غزالی کی طرح فلسفۂ توحید پر بھی طبع آزما ہو گیا۔ یہ ابتدائی انسان کیا تھا۔ یونان کا عظیم فلسفی، اسلام کا زندۂ جاوید مفکر اور بیسویں صدی کا سائنسدان تھا۔

ہم مغرب کے تاریخ و فلسفہ ادیان عالم کے ماہرین سے سوال کرتے ہیں کیا تدوین تاریخ ادیان عالم کا یہی محقق اور موثق طریقہ ہے کہ نظریات از خود گڑھ لیئے جائیں یا چرالئے جائیں اور پھر انھیں بیچارے ابتدائی انسان کے سر مفت میں تھوپ دیا جائے۔ کیا اس قسم کے ظن و تخمین حق و صداقت کو شکست دے کر اسکی جگہ حاصل کر لیں گے، یقیناً نہیں کیونکہ

ان الظن لا یغنی من الحق شیئا (۲۴)

---

(۲۳) قرآن مجید سورۂ مائدہ

(۲۴) قرآن مجید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظن و تخمین حق و صداقت کی جگہ کچھ بھی کام نہیں دے سکتے۔

اجداد پرستی: (اسے GHOST THEORY بھی کہا جاتا ہے) ٹیلر اور فریزر کی ارواح طبیعیہ کی پرستش میں بھی اس کی جھلک موجود تھی لیکن پوری تفصیل سے اس نظریہ کو سپنسر (۲۵) نے پیش کیا۔ یہ نظریہ گذشتہ نصف صدی میں کافی مقبول رہا ہے۔ اس نظریہ کی ترتیب و تشکیل میں سپنسر نے یونانی اساطیر و خرافات سے بالعموم اور یونانی مصنف ایہمراز (۲۶) کے تخیلات سے بالخصوص استفادہ کیا ہے۔

یونان کا یہ مصنف تقریباً چوتھی صدی قبل مسیح صقلیہ میں گزرا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں جو بہت مدت سے گم ہے، بحر ہند کے ایک جزیرہ میں اپنے مشاہدات کا بیان کیا تھا اسی ضمن میں مصنف نے کئی کتبات کا ذکر کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ یونانی دیوتا ذیوس وغیرہ فی الحقیقت مختلف حکمران اور انسانیت کے محسن تھے جو اپنی عدل گستری اور ہر دلعزیزی کے سبب بعد میں خدائی درجہ پر پہنچا دیئے گئے۔ رائسٹن پائیک (۲۷) کا خیال ہے کہ یونانی مصنف کا یہ نظریہ اپنے وقت میں نہایت نامقبول اور مردود ثابت ہوا تھا مگر بعد میں عیسائیوں کے ایک فرقہ اپالوجسٹ (۲۸) نے اسے الحاد کے خلاف بطور حربہ استعمال کیا۔ انھیں دنوں یورپ کے عام مفکرین اس نظریہ سے واقف ہوئے اور بعد میں بیسویں صدی کے ماہر تاریخ و فلسفۂ ادیان عالم، سپنسر نے اپنے نظریہ ابتداءِ دین میں اسے بنیا د بنایا۔

ہر چند، دنیا میں، آباؤ اجداد اور محسنین انسانیت کی پرستش ہوتی رہی ہے۔ اور اس وقت ہو رہی ہے۔ لیکن اس کو دین کے نقطۂ آغاز کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ کیا آج کا روشن خیال عیسائی مفکر صلیب کی لکڑی اور مریم عذراء کی تصویر کو نہیں پوجتا؟ پھر اسے دین کی ابتدا سے کیا تعلق ہے۔ سچ یہ ہے کہ یہ سب ضلالت و گمراہی کی راہیں ہیں جو انھوں نے اور ان کے شیاطین نے از خود گڑھ لیں اب یہ اس پر بدعت و ضدی سے قائم ہیں۔

---

(25) SPENCER, HERBERT.

(26) EUHEMOROSE.

(27) ROYSTON PIKE: ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND RELIGIONS.

(28) APOLOGISTS.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مظاہر فطرت کی پرستش : ماہرین تاریخ انسانیہ (۲۹) کے برعکس ماہرین لسانیات (۳۰) نے ان دنیوی مظاہر کو دین کی بنیاد قرار دیا ہے جن کا مشاہدہ ایک انسان حواس ظاہرہ سے کرتا ہے۔ ان حضرات کا خیال ہے کہ ایک انسان کی فکر کا تمامتر منبع اور سرچشمہ اس کے مشاہدات ومحسوسات ہیں۔ حتیٰ کہ ایک انسان کا ذہن ایسی چیز تصور سے قاصر ہے جس کو اس نے اپنے حواس سے معلوم نہ کیا ہو۔

یہ نظریہ بالتفصیل یورپی اور ہندی زبانوں کے ماہر میکس مولر (۳۱) نے ہندی، یونانی، جرمنی اور روسی اقوام کی اساطیر (۳۲) کا مطالعہ کرنے کے بعد ۱۸۵۶ء میں پیش کیا۔

میکس مولر نے اپنے دعوے کو تین طرح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

(الف) مظاہر فطرت مشاہدہ سے

(ب) تشابہہ اساطیر سے (MYTHS)

(ج) وضع لغت کے نظریہ سے

اوّلاً : مولر کا خیال ہے کہ مظاہر فطرت کے مانوس اور معتاد امور ہونے کا تصوّر بہت بعد کا ہے ابتدائی انسان، اپنے کسی قسم کے مذہبی رجحانات سے پہلے، کائنات کے ان پرجلال اور پرہیبت مظاہر کو دیکھکر ان سے خوف اور ان کی طرف رغبت کے عجیب جذبات میں مبتلا ہو گیا۔ مولر کہتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے اس انسان کا تصوّر کرو جس نے درختوں کے باہم رگڑنے یا پتھروں کے باہم ٹکرانے سے آگ کے وجود کا پہلے پہل احساس کیا۔ اس کی کیفیات کیا ہوں گی۔ چکاچوند کر دینے والے شعلے جن میں بیک وقت تخریب کے وتعمیر کے دونوں عناصر مخفی ہیں۔ ایک طرف وہ سردیوں میں زندگی کو متحرک اور راتوں کے اندھیروں میں درندوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور اسے کام میں لاکر انسان نے کھانا پکایا، کچے کے بجائے گوشت پکا کر کھایا۔ عام معدنیات کو پگھلا کر اسلحہ و دیگر ضروری سامان تیار کیا۔ حتیٰ کہ آگ اس کی فنی و صنعتی ترقی کے لئے روح رواں

---

(29) ANTHROPOLOGISTS,

(30) PHILOLOGISTS,

(31) MAX MULLAR,

(32) MYTHOLOGY.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور موقوف علیہ بن گئی۔ تو دوسری طرف اس کی تباہ کاریوں کی داستان اس قدر خوفناک ہے۔ جسکے تصور سے کائنات لرزہ بر اندام ہے۔ مولر کہتا ہے۔ صرف یہی نہیں۔ اپنی فکر کو ذرا آگے لیجائیں مثلاً چاند اور اس کا بڑھنا گھٹنا، ستارے اور ان کی روشنیاں، سورج اور اس کی تابانیاں سمندر اور اس کی تلاطم خیزیاں، پہاڑ اور ان کی بلندیاں، آسمان اور اس کی رفعتیں حتیٰ کہ تمام وہ مظاہر فطرت جو انسان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کی ہیبت وجلال کے سامنے ابتدائی انسان نے اپنے آپ کو کس قدر کمزور، بےبس اور ضعیف پایا ہو گا۔ اس کے پاس عجز و نیاز کے سوا کوئی چارہ نہ تھا یہیں سے اس کے دین کا آغاز ہوا۔

ثانیاً: مولر نے ویدوں کی تعلیمات سے استدلال کرتے ہوئے دعوئے کیا ہے کہ زمانۂ قدیم میں تمام آریائی اقوام میں مظاہر فطرت کی پرستش رائج تھی۔ ان سب میں آگ کو درجۂ علیا حاصل تھا ــــــــ مولر کہتا ہے کہ ایک وقت میں تو اقوام اکٹھی تھیں پھر جب متفرق ہوگئیں تو بھی بعد کی اساطیر میں ایک قسم کا تشابہہ پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سنسکرت کے لفظ "اگنی" کو لیجئے یہ قدیم لاطینی میں "اگنیس" سلافیہ قدیم میں "اوگنی" اور لتوانیہ میں "اوگنیس" ہے۔ یہ تمام الفاظ اپنے مفہوم کے اعتبار سے آگ کے معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کا دیاس، قدیم یونان کا ذیوس روسی کا جولیں، اور جرمنی کا ذیو سب بلندی و رفعت اور آسمان کے معنی میں ہیں۔ گویا ان سب اقوام میں مظاہر فطرت کی پرستش کی جاتی تھی۔

ثالثاً: مولر کہتا ہے اگر لغت کے اسماء مجردہ کو غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہو گا۔ کہ ان میں واضعین لغت نے صفات کو موصوف کا درجہ دے دیا ہے۔ پھر لغت کے استعمال میں بسا اوقات ایک غیر ذی روح اور غیر متشخص چیز کو ذی روح اور متشخص تصوّر کر لیا گیا ہے۔ جیسے رات آگئی، دن گذر گیا۔ ان مثالوں کو اگرچہ آج ہم بغیر کسی غور کے علی سبیل الاستعارہ استعمال کرتے ہیں لیکن غور سے معلوم ہو گا کہ ان مثالوں میں رات اور دن کو متشخص و متحرک فرض کر لیا گیا ہے۔ اسی طرح سردی، گرمی، ربیع و خریف، وغیرہ تمام صفات کو ذات اور ماہیت میں بدل دیا گیا ہے۔ یقیناً اس کے پیچھے ابتدائی انسان کے مذہبی تخیلات اور نفسانی کیفیات کو دخل ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ کیا قدیم زمانہ کے کسی دور کو اور ابتدائی انسانوں کے کسی گروہ کو ہم بحیثیت واضع لغت متعین کر سکتے ہیں؟ یقیناً نہیں! فی الحقیقت وضع لغت کی عالمگیر اصطلاح اپنے پیچھے انسانی وجدان کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ واضع لغت تو باری تعالیٰ ہی ہے۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اختلاف السنتکم" اسی کی نشانیوں میں سے ہے۔ تو پھر وضع لغت کا سہارا لے کر ہم کس کے تخیلات کا جائزہ لیں گے۔ البتہ بعض ان خاص محاورات کے پیچھے انسانی ذہنیت ضرور کام کرتی ہوتی ہے۔ جو کسی خاص واقعہ کے بعد وجود میں آئیں لیکن اس قسم کی وضع لغت کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔ اور آج بھی ہم محاورات کو زبان کے عمومی استعارات و مجازات کے سانچے میں ڈھالتے ہیں اور یہی کچھ ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے۔

مظاہر فطرت کی پرستش یقیناً آج کی طرح ہر دور میں ہوتی رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے اس قدر دقیق اور پیچیدہ نظریات گڑھ لینے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا بیسویں صدی کا ہندو گنگا اور جمنا اور دیگر مظاہر فطرت سے یونہی سہما ہوا ہے۔ جیسے مولر کا ابتدائی انسان تھا۔ حیرت یہ ہے کہ مولر نے ابتدائی انسان کو اپنے وقت کے انسان پر قیاس کرتے ہوئے عصباتی کمزوری کا مریض سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ واقعات سے اس کی قطعاً تائید نہیں ہوتی۔ اول تو اس نے تمام اشیاء کا مشاہدہ جنت و دوزخ میں کر لیا تھا۔ اور فرشتوں میں ان رازوں کو منکشف کر کے کامیابی بھی حاصل کر چکا تھا۔ پھر اس دنیا پر اترنے کے بعد بھی وہ اس قدر دلیر اور جری ثابت ہوا کہ اس نے آسمان سے آتش انتقام کو اترتے اور عذاب الٰہی کے پتھروں کو برستے دیکھا اور نہ سہما اس نے طوفان نوح میں نہایت بے باکی کے ساتھ پہاڑوں جیسی موجوں سے کھیلتے ہوئے۔ کہہ دیا کہ

"ساآوی الی جبل یعصمنی من الماء" (قرآن مجید)

"میں بہت جلد اس بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ جہاں پانی کی رسائی نہیں۔

اس انسان کے متعلق مولر کیا کہے گا۔ کہ وہ ہنڈیا کے نیچے جلتی ہوئی آگ اور ندی میں بہتے ہوئے پانی کو دیکھ کر خوف و ہراس سے سجدہ میں گر گیا۔ اور نذر و نیاز پیش کرنے لگا۔

ایں خیال است و محال است جنوں

رہا سوال تشابہہ کا تو یہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کفر و معصیت کی راہیں ہیں اور "الکفر ملۃ واحدۃ" کے بمصداق کفر کی تمام راہیں ایک ہیں ظاہری شکل میں کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہوں۔

آخر میں، یہ بات بھی صحیح نہیں کہ ایک ایسا انسان، جو توحید و شرک، ایمان و کفر سے بکسر ناواقف تھا، جب اس نے مظاہر فطرت کا شور و ہیجان دیکھا تو خدائے واحد سے ہٹ کر کروڑوں "جعلی" خداؤں کے سامنے سجدہ ریز ہو گیا۔ اور مظاہر فطرت کی بے پناہ قوت سے بچنے کے لئے اس نے فطرت ہی کی پرستش شروع کر دی، حالانکہ واقعہ اس کے بالکل خلاف ہے۔ یہاں تو کثرت پرستی کے دعویدار چوکڑی بھول گئے، جب انھوں نے مظاہر فطرت کا ہیجان دیکھا۔ ارشاد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"هو الذی یسیرکم فی البر والبحر، حتّٰی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ وفرحوا بھا جآءتھا ریح عاصف وجآءھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین، لئن انجیتنا من ھٰذہ لنکونن من الشاکرین۔
(قرآن مجید)

"اللہ ہی تم کو خشکی اور سمندر میں پھراتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوئے اور وہ تمہیں خوشگوار ہوا میں لے کر چلیں اور وہ (ان مظاہر فطرت کی رنگینیوں سے) ترنگ میں آگئے۔ تو (ناگاہ) کشتیوں کو تند و تیز ہوا نے آلیا اور ان پر موج ہر جگہ سے آئی اور انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ گھر گئے ہیں۔ تو اللہ کی بندگی میں خالص ہو کر اس کو پکارنے لگے۔ کہ تو نے ہمیں اس سے بچالیا تو ہم تیرے شکر گذار رہیں گے۔ اور جب خدا نے بچالیا۔ تو زمین میں ناحق شرارتیں کرنے لگے۔"

ٹوٹمزم: دائرۃ المعارف مذھب واخلاق (۳۳) کے مصنف کا خیال ہے۔ کہ از روئے اشتقاق (ATIMOLOGICALLY) ٹوٹم کے لفظ میں ایک ایسے رشتہ کے معنی پائے جاتے ہیں۔ جن کے مابین ازدواجی تعلق حرام ہو مثلاً بہن، بھائی کا رشتہ، علم الادیان کے ماہرین کی اصطلاح میں ٹوٹم کسی گروہ یا قبیلہ کا شعار ہوتا ہے۔ جو ان کے درمیان رشتہ مودت کا محور، مصائب و مشکلات میں ان کا حامی اور محافظ اور ان کے مابین مقدس رابطہ ہوتا ہے۔ ٹوٹم (مقدس شعار) اکثر و بیشتر جوانات ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی نباتات و جمادات بھی ہوتے ہیں۔
اس کا تعارف سب سے پہلے امریکی مصنف لبنگ (۳۴) نے ان الفاظ میں کرایا۔ کہ یہ خاندان کی محبوب روح ہوتی ہے۔ جو

THEY CONCIEVE ASSUME THE SHAPE OF SOME BEAST OR THE OTHER,

---

(33) ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION AND ETHICS: TOTAMISM,

(34) LONG (SEE ENCY. OF RELIGION AND ETHICS: TOTAMISM)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان کے بزعم کسی نہ کسی حیوان کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔"

پروفیسر فریزر اپنی کتاب "ٹوٹمزم اور ازدواج غیر کفوی" (۳۵) میں لکھتا ہے۔

"ٹوٹم کے اصول کے مطابق کسی قسم کے جانور کی تمام نوع ٹوٹم اور احترام میں شامل ہوتی ہے مثلاً اگر کسی خاندان ٹوٹم کوا ہے تو یہ کوئی خاص کوا نہیں ہوگا۔ بلکہ کوے کی تمام نوع ٹوٹم ہوگی۔"

ٹوٹم کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ خاندان کا ٹوٹم

۲۔ آبادی کا ٹوٹم

۳۔ فرد کا ٹوٹم

اوّل (خاندان کا ٹوٹم): آسٹریلیا اور اوجیوا (۳۶) قبائل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کے ٹوٹم کی دو خصوصیتیں ہوتی تھیں۔

(الف) اس خاندان کے تمام افراد اپنی نسبت اسی ٹوٹم کی معروفت کرتے۔ ان کے درمیان رشتہ کا قوام ماں، باپ، ماموں، چچا یا دیگر خونی روابط نہیں ہوتے بلکہ یہی ایک نام ہوتا ہے جس پر وہ سب جمع ہوتے ہیں۔ اسی سے وہ خاندان کے افراد شمار ہوتے ہیں۔ اور مصائب میں ایک دوسرے کے یوں دست راست ہوتے ہیں جیسے خونی رشتہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ پیٹر جونز اوجیوا قبائل کے متعلق لکھتا ہے (۳۷)

"ان قبائل کا ان کی خاندانی تقسیم کے متعلق عقیدہ ہے کہ عرصۂ دراز سے ایک مقدس روح نے اپنے فرزندان کو خاندانی نشان امتیاز بخشے تھے کہ کہیں وہ آپس کے ربط و تعلق اور رشتہ کو بھول نہ جائیں اور مصائب و مشکلات اور جنگ میں ایک دوسرے کے معاون ہوں ...... جب ایک ہندی سفر میں کسی قافلہ سے ملتا ہے۔ تو اسکی اولین خواہش ان کا مقدس شعار اور نشان امتیاز معلوم کرنا ہوتی

---

(35) FRAZER: TOTAMISM AND EXOGAMY.

(36,37) PETER JOANS: HISTORY OF OJIBWAY INDIANS.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے جس کے بعد وہ یقین کر لیتا ہے۔ کہ مجھ سے بھائیوں کا سا سلوک کیا جائے گا۔ ایک وقت میں تو ایک شعار کے لوگ آپس میں شادی بیاہ حرام جانتے تھے۔ مگر اب یہ رسم نہیں رہی۔ ہر قبیلہ و خاندان کا نشان امتیاز جدا ہوتا ہے۔ مثلاً عقاب، ریچھ، بھینس، وغیرہ وغیرہ"

(ب) ٹوٹم خاندان کا نشان امتیاز ہونے کے علاوہ ان کا حامی و ناصر ہوتا ہے۔ ان کو ارواح بد اور شیاطین کے اثر بد سے بچاتا ہے۔ خاندان کے تمام افراد اسے اپنا محافظ اور سرپرست سمجھتے ہیں اور اس کا دل و جان سے احترام کرتے ہیں: بچلر اپنی کتاب "ابنو اور ان کی مذہبی اساطیر" میں لکھتا ہے (۳۸)

"ابنو قبائل اپنا مذہبی نشان امتیاز رکھتے ہیں جسے دائمی زندگی نصیب ہے۔ اور وہ ان کے خاندان کی نگہداشت کرتا ہے۔ اور ان کی خوشحالی بڑھاتا ہے۔"

دوم: آبادی کا ٹوٹم: سر جیمز فریزر نے اپنی اسی کتاب (۳۹) میں آبادی کے ٹوٹم کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس کے فرائض و خصوصیات تقریباً وہی ہوتے ہیں۔ جو خاندان کے ٹوٹم کے ہوتے ہیں، فریزر کہتا ہے:

"نانکیں" میں ہر بستی اپنا ایک محافظ منتخب کر لیتی ہے۔ جو عموماً جانور ہوتا ہے۔"

<u>فرد کا ٹوٹم:</u> خاندانوں کی طرح قدیم قبائل کے افراد بھی الگ اور جدا جدا ٹوٹم مقرر کر لیتے تھے اور انہیں اپنا محافظ و سرپرست و مربی سمجھتے تھے۔ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ ٹوٹم کے عادات و اطوار اس شخص میں سرایت کر جاتے مثلاً کتے کی خصلت، گدھے کی حماقت، شیر کی جرأت و بہادری، بھیڑیئے کی خونخواری وغیرہ وغیرہ۔ فریزر کہتا ہے (۴۰)

"اومیہا انڈینز" میں ہر شخص کو بلوغ کے وقت ایک جانور سرپرست روح

---

(38) BATCHELOR, J: THE AINU AND THEIR FOLKLORE.

(39) SIR, JAMES FRAZER: GOLDEN BOUGH.

(40) " " " : OMIHA INDIES.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

> کی حیثیت سے، منسوب کیا جاتا ہے۔ اور ان دونوں کا باہم اس قدر گہرا اتحاد و اشتراک ہوتا ہے کہ، وقت کے لوگ کے عقیدہ کے مطابق، اس شخص میں اپنی سرپرستِ روح (بصورت جانور) کی تمام خصوصیات و عادات پیدا ہو جاتی ہیں"۔

<u>ٹوٹمزم اور ارواح پرستی</u>: ہرچند اس سلسلہ میں علماء ادیان عالم کا اختلاف ہے کہ کیا ٹوٹمزم دینی تنظیم تھی یا اخلاقی و اجتماعی، تاہم یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اسے ارواح پرستی سے ایک گہرا ربط و تعلق ضرور تھا۔ اس کے لئے ٹوٹمزم کے اولین مصنف "لانگ" (۴۱) کے الفاظ (جو اس ذیلی عنوان کی ابتدا میں رقم ہوئے ہیں) اور فریزر کی مذکورہ بالا تصریح کے ساتھ میری کنگسلے کی یہ رائے بھی ملحوظ رکھی جائے۔ جو اس نے اپنی کتاب "مغربی افریقی مطالعہ" میں ظاہر فرمائی ہے۔ کنگسلے کہتا ہے (۴۲)

> "ان قبائل میں آبائی ارواح کی ایک ایسی قسم ہے جو خاندان کے ٹوٹم کی شکل میں بستی، آبادی یا خاندان کی حفاظت و سرپرستی کرتی ہے اور ان کے مفادات کا خیال رکھتی ہے"۔

یورپ میں یہ نظریہ ایک وقت خاصی شہرت حاصل کرنے کے بعد نظریات کے انبار میں دب کر رہ گیا۔ کیونکہ یورپ کی ایک نفسیاتی کمزوری ہے کہ جب بھی کوئی نیا نظریہ پیش کیا جائے۔ خوب اسکے پیچھے لپکتے ہیں۔ اور اس وقت تک دیوانگی سے دوڑتے رہتے ہیں۔ جب تک اسی جیسی کوئی اور "خرافات" سامنے نہ آجائے۔ ایسا کوئی اور نظریہ پیدا ہو جانے کے بعد ان میں تھوڑے عرصہ کے لئے اگلے اور پچھلے دونوں نظریوں کے متعلق شک و تذبذب کے جذبات ابھرتے ہیں اور پھر معلوم نہیں کیا سمجھ کر وہ آخری، نئے اور لیٹیسٹ (LATEST) نظریہ کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔

ان کی اسی کمزوری کا ملاحظہ کرنے کے بعد ہی ہیگل نے جدلی عمل (DIALECTICAL PROCESS) کی نشاندھی کی تھی یہاں بھی بعینہ یہی ہوا۔ کہ فریزر، ٹیلر، سپنسر اور لانگ کے گذشتہ نظریات اپنے اپنے وقت میں یورپی "ذھین طبقہ" کی دلچسپی کا باعث بنے رہے۔ حتیٰ کہ انڈریو لینگ نے (۴۳) "صنع مذہب"

(41) LONG (SEE ENCY: OF RELIGION AND ETHICS.)

(42) KINGSLAY, MARY: WEST AFRICAN STUDIES.

(43) LONG, : THE MAKING OF RELIGION.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۴۴) کے ذریعہ نیچ اقوام (۴۵) میں موجودات عالیہ (۴۶) کے تصورات کے پائے جانے کا نظریہ پیش کیا۔ اس کتاب نے یورپی ذہن کی سطح ایک بار پھر ہلادی۔ پہلے پہل تو شک و تذبذب کا اظہار کیا گیا کہ شاید یہ نظریہ " ذہنی کاوش و اختراع " کے بجائے بائیبل (BIBLE) سے " درآمد " کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر اچانک اس نے ہردلعزیزی حاصل کرلی۔ نتیجۃً ماقبل کے ماہرین ادیان عالم کے "سلسلۂ ارتقاء دین" تعمیر کردہ تمام فرضی محلات ایک دم زمیں بوس ہوگئے۔ اور ایک صدی کی تمام تر سرگردانیاں بے نتیجہ اور فضول ثابت ہوئیں۔ اور اس میں تعجب کی بات نہیں انہیں بیکار ثابت ہونا ہی تھا کیونکہ ان کی بنیاد ہی

" علیٰ شفا جرف هار پھر اس لئے فانهار بہ فی نار جهنم (۴۷)

کیونکہ لینگ نے آسٹریلیا وغیرہ کے قدیم باشندوں کے ادیان کا تذکرہ کرتے ہوئے جن مابعد الطبیعاتی ہستیوں کا ذکر کیا، وہ نہ تو ارواح تھیں اور نہ جنات۔ وہ نہ گذشتہ آباؤ اجداد اور محسن انسانیت تھے۔ اور نہ ہی (افلاطون کی) شعبہ حیاتی (نوعی) منصرف و فعال ارواح۔ جنہیں انسانی عقل و فکر کے ارتقاء (یا انحطاط) نے بلند تر خدائی پر فائز کردیا ہو۔ بلکہ وہ غیر مادی و غیر مرئی ہستیاں تھیں۔ جنہیں خیر و برکت اور اصول و قوانین کا منبع و مرکز اور پشتہا پشت سے معاشرت کے ارتقاء کا باعث اور حق و صداقت کا محافظ بتایا گیا تھا۔ مگر یونانی خداؤں کی طرح ایک وقت دنیا کے معاملات میں دلچسپی دکھانے کے بعد اب وہ

" خواستراحت " تھیں اور فریزر دٹیلر کے مقامی خدا، الٰہیاتِ یونان کی عقلِ اولیٰ کی طرح " دنیاوی کاروبار کو سرانجام دے رہے تھے۔

پی۔ ڈبلیو۔ شمڈٹ (۴۸) نے نوان تمام مافوق الطبیعاتی ہستیوں کو واحدِ مطلق اور اعلیٰ ترین ہستی میں بدل کر ادیان کی ابتدا کا تصوّر توحید پر مبنی قرار دے دیا۔ اگرچہ ای۔ او جیمز کی نگاہ میں یہ نظریہ۔ (IS HARDLY JUSTIFIED)

---

(44) LONG : THE MAKING OF RELIGION.

(45) LOW RACES.

(46) SUPREME BEINGS.

(47)

(48) PATER WILHELM SCHMIDT.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

مگر بیچارہ جبر آخر کب تک جسٹی فائی (JUSTIFIED) نہیں کرے گا۔ "دائرۃ المعارف مذہب واخلاق (۴۹) نے بھی تو ویدک دور سے قبل کی روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ اعتراف کرلیا کہ۔

"ویدک دور سے قبل بھارت میں ایک ہستی مطلق کے تصور کے مروج ہونے کے نظریہ پر کوئی نقض وارد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ توحید کا تصور ابتدائی اقوام اور مہذب اقوام میں ایک طرح عام رہا ہے"۔

گویا تمام وہ بنیادیں جو تقریباً ڈیڑھ سو سال کے عرصہ میں اس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھیں کہ مذاہب عالم کی ابتدا توحید سے نہیں بلکہ انسانی ذہن کی خود ساختہ کثرت پرستی اور شرک سے ہے۔ جس نے ترقی یافتہ معیشت و معاشرت میں توحید کی صورت اختیار کرلی ——— اب منہدم ہوگئیں اور آخر کار کفر و معصیت کی تنگ و تاریک وادیوں کے بعد حق و صداقت کی لازوال روشنیوں نے اعتراف حقیقت پر مجبور کردیا۔

مولانا آزاد مرحوم نے اپنی تفسیر "ترجمان القرآن" میں آسٹریلیا اور بحرمحیط کے وحشی قبائل کے قدیم مصر کے تصورات، سومیری اور اکادی نسلوں کے تخیلات، متھجوڈرو کے آثار اور سامی اقوام کی روایات میں توحید کے عقیدہ کو، اپنے خاص انداز میں نہایت بسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اور فرماتے ہیں:

"خدا کی ہستی کا اعتقاد انسان کے ذہن کی پیداوار نہ تھا کہ ذہنی تبدیلیوں کے ساتھ وہ بھی بدل جاتا، وہ اس کی فطرت کا ایک وجدانی احساس تھا، وجدانی احساسات میں نہ تو ذہن و فکر کے موثرات مداخلت کرسکتے ہیں اور نہ باہر کے اثرات سے ان میں تبدیلی ہوسکتی ہے"۔(۵۰)

لیکن ہمیں مولانا مرحوم کے اس خیال سے اختلاف ہے۔ کہ ارتقاء کا تعلق صفات باری تعالیٰ کے بیان و تشریح سے ہے۔ کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے خدا پرستی کی تعلیم میں اپنے اپنے وقت کے احوال

---

(49) ENCY: OF RELIGION AND ETHICS VOL:

(50) ترجمان القرآن جلد اول صفحہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ظرف اور انسانی فکر و شعور کی سطح کا کو مدنظر رکھتے ہوئے وضاحت فرمائی ہے جس سے سلسلۂ ارتقاء کی کڑیاں یوں جڑ گئیں کہ

تجسیم سے تنزیہہ کی طرف۔

تعدد و اشراک سے توحید کی طرف۔

صفاتِ قہر و جلال سے صفاتِ رحمت کی طرف۔

صحیح یہ ہے کہ ارتقاء کا تعلق شریعت و منہاج سے ہے عقیدۂ و دین (۵۱) سے نہیں بلکہ عقیدہ کے اعتبار سے تو ابتدائی انسان اس قدر بلند تھا کہ وہاں تجسیم و تعدد اور اشراک و تشبیہ کا گذر ہی نہ تھا۔ اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے۔

ما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا

ابتدا میں تمام انسان (دین و عقیدہ کے اعتبار سے) ایک تھے پھر اختلاف میں پڑ گئے۔

دوسری جگہ مزید تشریح سے فرمایا:

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ،

ابتدا میں تمام انسان (دین و عقیدہ کے اعتبار سے) ایک تھے (پھر اختلاف میں پڑ گئے) تو اللہ (تعالیٰ) نے انبیاء (کرام) کو مبعوث فرمایا تاکہ (عقیدۂ توحید پر) خوشخبری سنانے والے ہوں اور (اشراک و تعدد کے انجام بد سے) ڈر سنانے والے ہوں۔ اور ان کے ساتھ نوشتے (بھی) نازل کیے (تاکہ شریعت و منہاج پر چلائیں) اور اس امر میں فیصلہ کر دیں جس میں لوگ مختلف ہوئے۔

سورہ نحل میں ارشاد ہے:

---

(۵۱) دین صرف تصور خدا کا نام نہیں بلکہ ذات و صفات میں واحد جانیئے۔ اور ضروریات دین پر اعتقاد رکھنے کا نام ہے۔ اس کا اعتراف خود مولانا کو بھی ہے۔ "ترجمان القرآن الدین اور الشرع"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت

ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا۔ کہ اللہ کی بندگی کرو اور جھوٹے معبودوں سے بچو۔

سورہ شوریٰ میں ارشاد ہے:

شرع لکم من الدین ما وصّی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک وما وصّینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ (۴۲-۱۳)

اس نے تمہارے لئے دین وہی ٹھہرایا جس کی وصیت نوح کو کی گئی تھی۔ اور یہی دین ہم نے آپ کی طرف وحی کیا۔ اور اسی کی وصیت ہم نے ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی کہ دین (اسلام) کو قائم رکھو اور الگ الگ نہ ہو جاؤ۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"ولقد ارسلنا نوحاً الیٰ قومہ فقال یٰقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الٰہ غیرہ" (۲۳-۲۳)

البتہ ہم نے نوح کو اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ تو انہوں نے تبلیغ فرمائی اے قوم! اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

"وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الٰہ الا انا فاعبدون"

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے۔ سب کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں سو میری ہی عبادت کرو۔

"ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخسرین"

البتہ تم کو اور تم سے اگلوں کو (ایک ہی) حکم ہو چکا ہے کہ اگر تم نے شرک کیا۔ تو تمہارے سب عمل رائیگاں ہو جائیں گے۔ اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو گے۔

حیرت ہے کہ مولانا مرحوم اپنی اسی تفسیر میں "الدین اور الشرع" کے تحت خود فرماتے ہیں کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ارتقاء صرف منہاج و شریعت میں ہے۔ اصل دین میں نہیں۔ رقمطراز ہیں:

"مذاہب کی تعلیم دو قسم کی باتوں سے مرکب ہے، ایک قسم تو وہ ہے جو ان کی روح و حقیقت ہے۔ دوسری وہ ہے جس سے انکی ظاہری شکل و صورت آراستہ کی گئی ہے۔ پہلی چیز اصل ہے، دوسری فرع ہے۔ پہلی کو دین سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسری کو شرع، نسک اور منہاج سے ——— مذاہب میں جس قدر بھی اختلاف ہے وہ دین کا اختلاف نہیں بلکہ محض شرع و منہاج کا اختلاف ہے۔ یعنی اصل کا نہیں فرع کا ہے، حقیقت کا نہیں ظواہر کا ہے، روح کا نہیں صورت کا ہے۔"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مرحوم "وحدتِ دین" کے نظریہ کے ساتھ دین کے ابتدائی ہونے کے قائل ہیں، ارتقائی ہونے کے نہیں۔ پھر آپ نے صفات باری تعالیٰ کے "تصور ارتقاء" کا قول کیونکر فرما دیا۔ حالانکہ وہ بھی دین کی حقیقت اور اصل میں داخل ہیں۔ تو شاید عہد نامۂ جدید اور قدیم کی ان تشبیہات و تمثیلات کے ملحوظ نظر (جن سے تنزیہہ کے بجائے تشبیہہ کا شائبہ گذرتا ہے) تسامحاً آپ سے قول صادر ہو گیا ہے۔ مگر اس باب میں بائیبل کی کسی عبارت پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ بائیبل کا محرف ہونا اور ملحدین کی ذاتی آراء سے ملوث و خلط ملط ہونا اظہر من الشمس ہو چکا ہے۔

ذیل میں ارتقاء شریعت و منہاج کا وہ نظریہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے۔ جو قائم الزمان، مجدد الملت، فیلسوف اسلام، حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی نادرۂ روزگار کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کے نزدیک "دین" بالاصل، ابتداء آفرینش سے لیکر آج تک ایک رہا ہے۔ حالات و ظروف کے مطابق اختلاف و ارتقاء صرف شریعت و منہاج میں ہوا ہے۔ فرماتے ہیں۔

معلوم کرو کہ دین کی اصل ایک ہی ہے۔ تمام انبیاء اس پر متفق ہیں۔ اگر اختلاف ہے تو اس کے طریقۂ ادا میں ہے۔ (باب بیان ان اصل الدین واحد والشرائع والمناہج مختلفۃ)۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بنیادی طور پر اس کو ثابت کرنے کے لئے حضرت شاہ صاحب نے ان آیات کو مذکور فرمایا ہے۔ جو پہلے وحدت دین کے سلسلہ میں تحریر ہوئیں۔ اور مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے آپ نے شریعت و منہاج کے ارتقاء کا تصور قرآن مجید سے ثابت فرمایا!

"لکل جعلنا منکم شرعۃً ومنہاجاً"

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور راہ ٹھہرا دی ہے۔

"ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات"

ہر گروہ کے لئے کوئی نہ کوئی سمت ہے جس کی طرف عبادت کرتے ہوئے وہ اپنا منہ کر لیتا ہے۔ سو نیکی کی راہ میں آگے بڑھ جانے کی کوشش کرو۔

"لکل امۃ جعلنا منسکا ھم ناسکوہ فلا ینازعنک فی الامر وادع الیٰ ربک، انک لعلیٰ ھدی مستقیم"

ہر گروہ کے لئے ہم نے عبادت کا ایک خاص طریقہ ٹھہرا دیا ہے جس پر اس کے افراد کو چلنا ہے۔ پس ان لوگوں کو اس معاملہ میں تم سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ آپ لوگوں کو اپنے پروردگار کی طرف دعوت دیں۔ یقیناً تم ہدایت کی راہ راست پر ہو۔

حضرت شاہ صاحب "اصل دین" بر و تقویٰ اور عقیدہ و عمل کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام ان عقائد پر جمع تھے۔

(الف) اللہ کی توحید ذات وصفات اور عبادت و استعانت کے اعتبار سے۔

(ب) اللہ کی تنزیہہ ان باتوں سے جو جناب بارگاہِ قدس کے لائق و مناسب نہیں۔

(ج) اللہ کے اسماء حسنیٰ میں کسی قسم کے الحاد کی تحریم۔

(د) اللہ کا، بندوں پر، حق ہے کہ وہ اس کی ایسی تعظیم کریں جس میں تفریط یا شان کی کمی کا پہلو شامل نہ ہو۔ اپنے نفوس و قلوب کو اس کے حوالے کر دیں۔ اور شعائر اللہ کے ذریعہ قرب خداوند حاصل کریں۔

(ہ) حوادث کو، ان کے وجود سے قبل، اللہ تعالیٰ نے مقدر فرما دیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(و) فرشتے، اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں، وہ نہ تو اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ اور نہ اس کے حکم کے بغیر کوئی کام کرتے ہیں۔

(ز) اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب جس پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔ اور نبوت کی اطاعت اپنے بندوں پر فرض ولازم قرار دیتا ہے۔

(ح) قیام قیامت، بعث بعد الموت، جنت و دوزخ حق ہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام ان امور پر تقویٰ پر بھی متفق تھے۔

(الف) طہارت، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج وغیرہ۔

(ب) نفلی عبادت، دعا و تلاوت کلام اللہ کے ذریعہ اللہ کا قرب تلاش کرنا۔

(ج) نکاح کی مسنونیت اور بدکاری و فحاشی کی حرمت۔

(د) لوگوں میں عدل وانصاف کا قیام، مظالم کی تحریم اہل معاصی پر حدود کا عائد کرنا۔

(ہ) اللہ کے دشمنوں سے جہاد اور اشاعت "امر اللہ" میں غایۃ درجہ کوشش

اس کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

فهذا اصل الدين

کہ یہی اصل دین ہے جو ہر دور میں ایک رہا ہے جس پر کوئی ارتقاء ذا ختلاف اور تبدیل وتنسیخ کا گذر نہیں ہوا۔ شاید حضرت شاہ صاحب نے اس اصول کا استنباط قرآن مجید کی اس آیتِ مبارکہ سے کیا ہے۔

"لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب (الآیۃ)

نیکی یہی نہیں کہ تم اپنے چہروں کو مشرق و مغرب کی طرف پھیر لو۔

کیونکہ اس آیت میں باری تعالیٰ نے اصل دین عقائد و اعمال کو فرمایا۔ اور اعمال کی ادائیگی کے طریق کار کو اصل دین سے جدا فرما دیا ہے یہی شریعت و منہاج ہے۔ اسی لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

"انما الاختلاف فی صور ھذہ الامور واشباحها"

کہ اختلاف امور دین کی ظاہری صورت وشکل اور طریق ادا میں رہی ہے۔ جیسے کہ شریعت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موسویہ میں استقبال بیت المقدس ضروری تھا۔ تو شریعت سیدنا حضرت محمد الرسول (علیہ وعلی جمیع الانبیاء الصلوات والتسلیمات) میں استقبال قبلہ شرط ہے۔

حضرت شاہ صاحب مزید تفصیل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

"فالاوضاع الخاصة التی مهدت وبینیت بها انواع البر والارتفاقات هی الشریعة والمنهاج"

"بہرحال نیک اعمال، تدابیر نافعہ کے طریق ادا کے لئے جو خاص صورتیں اور شکلیں مقرر کی گئی ہیں انھیں کا نام شریعت و منہاج ہے۔"

شریعت و منہاج کے ارتقاء کا تعلق یقیناً ہر دور کے لوگوں کے معاشی، معاشرتی وسیاسی احوال وظروف اور فکری سطح کے پیش نظر تھا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

"احکام کی مقدار، صورت وشکل متعین کرنے میں بندوں کے حالات اور ان کی عادات کا لحاظ رکھا گیا ہے ـــــــ اور وارد عادات کے بدل جانے سے مصلحتوں کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔ اسی بنا پر شریعت کی تفصیلات کا تعلق ان قوموں کے احوال سے ہے جن میں شریعت قائم کی گئی ہے۔"

اصل دین کی اتباع ابتداء آفرینش سے لے کر امت خاتم الانبیاء تک سب امتوں کے لئے ایک جیسی رہی اور ہے۔ مگر ہر صاحب شریعت نبی کی شریعت اس کی امت کے لئے اس طرح واجب العمل تھی جیسے شریعت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوات التسلیمات) آپ کی بعثت کے بعد تمام عالم کے لئے۔ کیونکہ بعثت رسل کی غرض اصلاح نفوس بشریہ ہوتی ہے اور چونکہ انسانی جمعیت کے احوال وظروف ہر دور میں مختلف ہوتے ہیں اور معاشی، معاشرتی، سیاسی وتمدنی تمام حالات ایک جیسا حل نہیں چاہتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہر زمانہ کا نبی مبعوث فرماتا ہے تو وحی الٰہی کے ساتھ اس کے دل میں ایک ایسا نور ڈالتا ہے جس سے طبیعت وفطرت میں اصلاح نفوس بشریہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور اس عہد کے احوال و تقاضے اور زمانہ کے لوگوں کو راہ راست پر لانے کے خاص مقدمات کا وجدان جاگ اٹھتا ہے اسی لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

وجب فی حکمة الله تعالیٰ ـــــ افتراض طاعة الرسل وانقیادهم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"اللہ کی حکمت میں انبیاء علیہم السلام کی اطاعت اور تابعداری لازم ٹھہری"۔

حتیٰ کہ ارتقاء شریعت و منہاج کا یہ سلسلہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت پر اپنے نقطۂ آخر اور اختتام کو پہنچ گیا۔ اور حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اس دور میں ایک ایسے عالی منہاج کی ضرورت تھی جو تمام شرائع کو منسوخ کر کے ان کی جگہ لیتا کیونکہ دیگر شرائع تحریف و تبدیل کے سبب قابل عمل نہیں رہی تھیں۔

ملاحظہ ہو (باب الحاجۃ الی دین ینسخ الادیان)

اس باب میں گذشتہ امم کی حالات کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"مست الحاجۃ الیٰ امام راشد یعامل مع الملل
معاملۃ الخلیفۃ الراشد مع الملوک الجائرۃ"

تب ایسے کامل و اکمل رہنما اور امام کی ضرورت پڑی جو ان تمام مذاہب کے ساتھ ویسا معاملہ کرے جیسا کہ کج بادشاہوں سے خلیفہ معاملہ کرتا ہے

اس لئے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت آخری اور عالمگیر شریعت ہے۔ جس کے بعد کوئی شریعت و منہاج نہیں۔ لیکن شریعت کے اس تصور کے بعد تین باتیں اہمیت اختیار کر لیتی ہیں۔

اول: جب شریعت کا قوام احوال و ظروف پر ہوتا ہے تو اس میں عالمگیر احوال و ظروف کا لحاظ رکھا جائے، تو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

"اس صورت حال کے پیش نظر ضروری ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا مادہ ایسا ہو جو) اقالیم صالحہ کے تمام باشندوں کے لئے خواہ عرب ہوں یا عجم، طبیعی اور فطری مذہب کا کام دے سکے"

اور شریعت اسلام میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم موجود ہے۔

ثانیاً: اس شریعت میں تبلیغ و ارشاد کے ادارہ کا عالمگیر وجود ہو، تو شاہ صاحب آیت کریمہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (الآیۃ)

"کہ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کو بھلائیوں کے حکم دینے اور برائیوں سے باز رکھنے کے لئے ظاہر کی گئی) سے استدلال کرتے ہیں۔

ثالثاً: ان شرعی اصولوں سے ہر زمانہ کے تقاضوں کا جواب حاصل کرنا ہوگا تو اسلام نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قرآن و سنت اور اجماع امت کی بنیاد پر اجتہاد و قیاس کا اصول پیش فرمایا۔

یہ تھا مذہب کے متعلق اسلامی و یورپی تصورات کا ایک تقابلی جائزہ۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انسان کو سمع، بصر اور فواد (دل و دماغ) علم کے سرچشمے دیئے ہیں اسی لئے فرمایا۔

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا

کہ سمع، بصر اور فواد، ہر ایک سے ان کی ذمہ داریوں کے متعلق سوال ہو گا۔

ان تینوں میں سے دل کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اور اول الذکر دونوں کی کوششوں کے بہتر یا برے نتائج کا دار و مدار دل پر ہے کیونکہ

فانہا لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

کہ اقوام عالم کو پستیوں کی طرف دھکیل دینے والی آنکھیں نہیں ہوتیں بلکہ دل ہوتے ہیں جو حقائق کے ادراک سے عاجز رہ جاتے ہیں تو باطل کی گھٹا ٹوپ وادیوں کی طرف دھکیل دیتے ہیں یہی حال یورپ کا ہوا کہ وہ ایک تلاش میں تو ضرور رہا کیونکہ فطرت انسانی کا خاصہ تھا لیکن اس کا باطن جو "علیٰ نور من ربہ" نہ تھا، صراط مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی نہ کر سکا یا یہ کہ وہ اپنی کور باطنی کے سبب حق و باطل میں فرق بھی نہ کر سکا۔ اسے کفر کی ظلمتیں اور اسلام کی تنویرات کچھ اس قدر متشابہ اور خلط ملط نظر آئیں کہ وہ دونوں کے ساتھ ایک جیسا معاملہ کرتا رہا۔ کہیں یہ بھی ہوا کہ اس کی سمع اور بصر نے حق کا دبی زبان سے اعتراف کر لیا مگر اس کے بیمار دل نے جھٹلا دیا۔ اسی لئے علامہ اقبال کہتے ہیں۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

قرآن مجید نے سورۃ حج اور لقمان میں اس حقیقت کو مکرر فرمایا ہے کہ معلومات تین قسم کی ہوتی ہیں بعض محسوس میسر ہوتی ہیں جن کی حقیقت تک انسان اپنے مشاہدہ اور تجربہ سے ایک گونہ رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ بعض معانی و مطالب ہوتے ہیں جن تک پہنچنے کے لئے اسے شعور و فکر اور عقل و استدلال سے کام لینا پڑتا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ تیسرے قسم کے حقائق بھی ہیں جو ان دونوں سے ماوراء ہیں اور جن کے تعقل کے لئے وحی الٰہی کی تنویر ضروری ہے۔ صفات باری تعالیٰ کا تعین انہیں میں سے ہے۔ اس لئے انہیں روشن کتاب کی واضح آیات کے بغیر نہ ہی تو متعین کیا جا سکتا اور نہ ہی ان کا تصور ہو سکتا ہے۔ ارشاد ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ومن الناس من یجادل فی اللہ بغیر علم ولا ھدیٰ ولا کتاب منیر

اب یورپ اور اس کے مقلد حضرات اگر اس مسئلہ کو کتاب مبین کی راہنمائی کے بغیر حل کرنے کے درپے ہیں تو اس "کج ادائی" کا مقصد اس کے بغیر کیا ہو سکتا ہے کہ وہ اس بہانے دنیا کو صراط مستقیم سے ہٹا کر ویرانوں میں الجھا دینا چاہتے ہیں تاکہ دنیا کی رسوائی پائیں اور آخرت کا عذاب بھی۔ ارشاد ہے۔

ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیٰمۃ عذاب الحریق ۔

پہلو تہی کرتا ہے۔ تاکہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دے۔ اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ہم اسے جلانے والا عذاب دیں گے۔

بہر حال یہ ایک مختصر سا تجزیہ ہے۔ میری دعا ہے کہ یہ "مجالہ" قارئین کے سامنے دونوں قسم کے تصورات کے فروق و امتیازات اور ان کی واقعی نوعیت کو واضح کر سکے۔

وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

(اشرف پریس لاہور)

© rasailojaraid.com